ذوقی رام حسرت

(ایک گمنام فارسی شاعر —— ایرانی جس کا اعتراف کرتے تھے)

جناب عابد رضا بیدار

ذوقی رام ہندوستان کے اُن چند انے گنے خوش نصیبوں میں ہیں جن کی فارسی شاعری کی اہمیت کا اعتراف ان کے ہمعصر اساتذۂ ایران نے بھی کیا ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ اتنا اچھا کہنے والا شاعر اور اس کی یادگار صرف "سو شعر" ہیں اور وہ بھی خدا بھلا کرے مصحفی کا اور قدرت اللہ شوق کا جنھوں نے حقِ آشنائی ادا کیا اور اپنے عصر کے ایک اچھا کہنے والے شاعر کا کلام ایک حد تک محفوظ کر دیا، ایک دو شعر بعض دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی دیئے ہیں (مخزن الغرائب، قلمی، از احمد علی سندیلوی - اور - "روزِ روشن" (مطبوعہ) ہیں) لطیفہ یہ ہے کہ مصحفی کے مطبوعہ تذکرے "عقدِ ثریا" میں یہ اشعار موجود نہیں ہیں جیسے کہ اور دوسرے شاعروں کے اشعار بھی حذف کر دیئے گئے ہیں، یہ اشعار قلمی نسخہ سے لئے گئے ہیں جو رام پور میں محفوظ ہے - اسی طرح شوق کا تذکرہ "تکملۃ الشعراء" بھی غیر مطبوعہ ہی ہے،

خود شاعر کے بارے میں ایک دلچسپ بات نوٹ کرنے کے قابل یہ ہے کہ اُردو تذکروں میں اس کے جو دس پندرہ اور شعر ملتے ہیں وہ محض فضول اور رسمی قسم کی شاعری کا نمونہ ہیں اور جیسا کہ خود اُردو والوں نے لکھا بھی ہے کہ وہ محض تفننِ طبع کے طور پر کہے گئے ہیں، عرصہ ہوا اُردو ادب، علی گڈھ، کی ایک اشاعت میں، ہیبت قلی حسرت پر ایک مقالہ کے ذیل میں، میں نے ذوقی رام حسرت کے ان سے منسوب وہ سب شعر درج کر دیئے تھے، اور یہ اندراج اس ذیل میں تھا کہ رام پور میں ایک ضخیم قلمی اُردو دیوان ذوقی رام حسرت کے نامۂ اعمال میں درج تھا جو حقیقت میں ہیبت قلی حسرت کا ثابت ہوا، خیر اس جملۂ معترضہ سے ہٹ کر اصلی بات کی طرف آیئے کہ ذوقی رام کے جو فارسی شعر ملے ہیں وہ ایسے

عمدہ اسلوب اور پاکیزہ تخیل کے حامل ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ انہیں یکجا کر کے منظرِ عام پر لے آنا مفید ہوگا اور پڑھنے والوں کے لئے ذہنی آسودگی، خیال انگیزی اور لطف کا باعث ہوگا۔

ان اشعار کی پیش کش کے سلسلہ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ایرانیوں کی تقلید میں یائے مجہول اور یائے معروف کا فرق میں نے ختم نہیں کیا ہے، اس لئے کہ نہ ہم ویسے بولتے ہیں نہ پڑھتے ہیں، اور یوں بھی یہ فرق برقرار رکھنا اکثر الفاظ کے معانی فوراً سمجھ لینے کے لئے ضروری بھی ہے۔

ذوقی رام کے حالات ان کے ایک قریبی دوست مصحفی کی زبانی یوں ہیں کہ:-

شاہ جہان آباد، دہلی وطن تھا، قوم کے لحاظ سے بقال یا بنیے تھے، متقدمین شعراء کے کلام کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہتے تھے اور اس طرح اساتذہ کے کلام سے زبان و محاورہ پر قابو پاکر اس میں زبان و بیان کی یہ پختگی حاصل کرلی کہ بلا تکلف انھیں فغانی کا صحیح متبع اور وحشی کا طرز شناس کہا جا سکتا تھا، مشق اچھی خاصی تھی اس لئے دو ضخیم دیوان لکھ ڈالے ایک متاخرین کے انداز میں 'عالم تلاش' میں، اور دوسرا متقدمین کی وضع پر 'عشق خیز اور شور انگیز'۔ ویسے ان اشعار میں بھی جو ندرتِ مضمون کے سلسلہ میں ہیں کچھ 'درد کی آمیزش' ہوتی ہے اس لئے شاعر نے سوچا کہ پھر دونوں دیوانوں کو گڈمڈ کر دیا جائے۔

اکثر اوقات نواب اعظم الدولہ بہادر یعنی ابو القاسم خان صافی مرحوم' ذوقی رام کے 'روح افزا' کلام سے لطف اُٹھاتے، مرزا محمد علی فروغ شاہزادۂ ایران، اور دوسرے ایرانی مرزا، اور نور العین واقف جو شاہجہان آباد میں آئے ہوئے تھے اور آپس میں طرحی غزلیں کہتے تھے، ذوقی رام کی شاعری کے سامنے سر جھکا دیتے تھے، محاورہ اور زبان میں ذوقی رام سے مدت العمر کبھی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی، اور اس لحاظ سے ہندوستان کے دوسرے شاعروں کی بہ نسبت ذوقی رام 'مرزایانِ ایران' کے نزدیک زیادہ معتبر تھا،

اس کمالِ فن کے باوجود ذوقی رام نے اپنے آپ کو کبھی کچھ نہیں سمجھا، طبیعت میں خاکساری اور ملنساری تھی۔

مصحفی کے پندرہ سولہ سال بعد رام پور کے ایک معاصر قدرت اللہ شوق نے ذوقی رام کے بارے میں لکھا:

ذوقی رام حسرت ایک بقال تھے، وطن دہلی تھا، خوش مقال اور مضامینِ رنگین کے متلاشی تھے، اور بڑے شیریں اور خوشگوار ذوق کے حامل، متقدمین اور متاخرین شعراء کے دواوین سے ہزاروں شعر

نوکِ زبان پر رہتے تھے، فارسی زبان کے قواعد پر گہری نظر تھی، دو دیوان ہیں اور متعدد مثنویاں جو لوگوں کی مدح و قدح میں کہی ہیں، شورانگیز طبیعت تھی، اور مزاج میں کچھ سودائیت بھی تھی، ہر کسی سے بیگانہ وار ملتے تھے اور کسی سے خلا ملا نہ تھا، اکثر اپنے ساتھ میں مدح کا پرچہ رہتا تھا۔ اور کسی کے سامنے پڑھنے کے بعد اگر خاطر تواضع ہوگئی تو خیر ورنہ ہجو کا پرچہ مشہور ہو جاتا تھا، دیوانہ منشی کی وضع تھی، لیکن سخنوری میں اس عہد میں مغتنماتِ روزگار سے تھے، چند مہینے گزرے کہ رام پور میں وفات پائی، ایک دیوان تو مرتب چھوڑا جس کی خوب شہرت ہے، دوسرے دیوان کا مسودہ ابتر رہ گیا۔

شوق کے ۶ سال بعد قدرت اللہ قاسم نے لکھا:

لالہ ذوقی رام شاہ جہاں آباد کے مہاجنوں میں سے تھے، فارسی شعر بڑی متانت کے ساتھ کہتے تھے، ایک دیوان ہے جس میں شاعری کے سارے اصناف ہیں، فیض الٰہی تو لا متناہی ہے تو استعداد جبلّی اور مناسبتِ طبعی کی بنا پر ایرانیوں کے محاورۂ ذوقی رام سے کوئی غلطی کم ہی ہوتی تھی، بڑی مسکینی میں اور پردیسی بن کر زندگی گزار دی۔ بہت خلیق اور متواضع شخصیت تھی، کچھ عرصہ ہوا، انتقال ہو گیا۔ کبھی کبھی تفننِ طبع کے طور پر اردو میں بھی شعر کہہ لیتے تھے۔

احمد علی سندیلوی صاحبِ "مخزن الغرائب" نے چند شعر قتیل کی زبان سے سن کر اپنے تذکرہ میں لکھ لئے تھے، مصطفیٰ خاں شیفتہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ فرخ آباد میں ایک عرصہ گذارا، مظفر حسین صبا نے لکھا ہے کہ ایک مدت دکن میں سیاحت میں گزاری، لیکن زیادہ صحیح بیانات ہمعصروں ہی کے سمجھنے چاہئیں جن کی رو سے دہلی اور رام پور میں سارا زمانہ گزرا۔ اور ۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۰ء سے کچھ پہلے رام پور ہی میں انتقال ہو گیا۔ بیوی بچوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا، البتہ تھانہ مجیانی کے پیچھے ایک محلہ باغیچہ ذوقی رام کے نام سے مشہور ہے (اگر یہ وہی ذوقی رام ہیں تو ان کی اولاد میں پوتے یا پرپوتے، کشوری لال جی رام پور میں موجود ہیں، ستر اسّی سال کی عمر ہوگی، مشہور شاعر ہیں اور شاعر شباب کہلاتے ہیں) کلام کا پتہ کچھ نہیں چلتا، یہ دو دیوان جن کا ذکر لوگوں نے کیا ہے کہاں چلے گئے۔ کچھ معلوم نہیں، سو شعر ہیں اور اللہ کا نام ہے، لیکن یہ سو شعر بھی اتنے اچھے اور ایسے پائے کے ہیں کہ بہت سے مشہور ہندوستانی فارسی گویوں (اور جدید ایرانی شاعروں کے بھی) پورے پورے دیوانوں پر بھاری ہیں، یہ شعر ریزہ ریزہ، عقد ثریا، تکملۃ الشعراء، مخزن الغرائب اور روزِ روشن

سے جمع کئے گئے ہیں، زیادہ تر "عقد ثریا" سے شعر نمبر ۳، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۵، "تکملۃ الشعرا" سے ۱، ۲، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۸۸، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸ اور ۹۳ "مخزن الغرائب" سے اور صرف ۹۸ "روزِ روشن" سے ملے ہیں۔

۱- بسے می سوختم از گرمیٔ مہر تو در دلہا   چہ سازم ماہِ من اکنوں کہ گشتی شمعِ محفلہا
۲- چو سرو استادہ بر پا در رہت ہر سو خوش اندامے   سرِ کویت خیابانے شدہ زیں پائے در گلہا
۳- چشم بد دُور ازیں رشک رسائی کہ تراست   می فرستم بکسے قاصدِ نابینا را
۴- خون نکاہد ز غمِ ہجر، تنِ زار مرا   کہ شبے دست نہ شد در کمرِ یار مرا
۵- بعد عمرے کہ دو چار م شدہ تنہا لے شوق   ساعتے گریہ ز چشمے مبراز کار مرا
۶- سخت بے صبرم و در دُور رخت نیست کسے   کہ ازو کسب تواں کرد شکیبائی را
۷- بوالہوس خواندی نظیرم اے بقربانت شوم   کاش پیشت اعتبارِ بوالہوس باشد مرا
۸- عیبِ ما شیوۂ مجنونی و بے خویشی نیست   عاشقی ذر گرو عاقبت اندیشی نیست
۹- حال چونست چو ما دور سیم اے مغرور   در مقامیکہ کسے را بکسے بیشی نیست
۱۰- حسرتا عمر تو ضائع بہ وفایش شد حیف   زو بجز شیوۂ بیداد و جفاکیشی نیست
۱۱- تا بعد مرگ ہم نگزارد مرا بخویش   بر خاکِ من گزشت و عزارا بہانہ ساخت
۱۲- زور خود می آز مودم با فراق   درمیاں صبرم چہ نامردانہ رفت
۱۳- اشکے نفشاندیم کہ دریا شدنی نیست   صد شکر جگر گوشۂ ما ناشدنی نیست
۱۴- لب بہم بر لب لعل تو ز خوابم ببرد   گوش کن معنیٔ دلچسپ شکر خواب اینست
۱۵- گر ہمہ افسرِ جمشید و اگر خورشید ست   دعویٔ ہمسری خشت سرِ خم کفر ست
۱۶- از وفا است چو آں فتنہ گرم بر داشت   اول از خنجرِ بیداد سرِ ما بر داشت
۱۷- حسرت آں عاشق و دیوانۂ ما در زادیم   کہ ز ما دست بطفلی پدرِ ما بر داشت
۱۸- چہ کنم ترکِ غمِ عشقِ بُتاں کارم نیست   ورنہ آں نیست کہ از خواریِ خود عارم نیست

۱۹- "دور شو" گفتی، ازیں در سرِ من قربانت — من بہ پائیکہ روم، طاقتِ رفتارم نیست

۲۰- نجاتِ دل کہ ازاں طرّۂ گرہ گیر است — اسیرِ قیدِ وفا خانہ زاد زنجیر است

۲۱- فغاں کہ میکُشیم زار، وکس نمی پرسد — کہ دیں ستمکشِ بے چارہ را چہ تقصیر است

۲۲- بیداد، دل بدوریِ ما شاد کرد، و رفت — دیدی دلا کہ یار چہ بیداد کرد، و رفت

۲۳- تا تہی گردید از خوں بار پرمینا رسش (کذا) — مست یارِ من دل است، ایں ساغرِ سرشار نیست

۲۴- مشکل اے دل کہ بہم رابطہ صورت بندد — با چنیں بے سروپا یار، آں تمکین است

۲۵- عاشقِ قدِّ بلندِ تو شدن جرم منست — باید اے شوخ ستمگر بسرِ دارم کشت

۲۶- ایں انتظار آمدنت یا قیامت است — ہر روز از تو وعدۂ فردا قیامت است

۲۷- گر در رہِ تو محشر آشوب فتنہ است — در جلوہ گاہِ نازِ تو برپا قیامت است

۲۸- عشق است و عشق در دو جہاں گوشۂ فراغ — دنیا عذاب بودہ و عقبیٰ قیامت است

۲۹- دلبرم ناموافق افتاد است — درپے جانِ عاشق افتاد است

۳۰- عشق و شعر است شغل حسرت را — قول و فعلش مطابق افتاد است

۳۱- نے گل و باغ و چمنم آرزوست — بوئے تو نسریں بدنم آرزوست

۳۲- تا سرِ کویش کہ رساند مرا — مرد غریبم، چمنم آرزوست

۳۳- شانہ صفت چند زنم سینہ چاک — زلف شکن در شکنم آرزوست

۳۴- دلِ بیتاب چو در سینہ تپیدن گیرد — مضطرب اشک بہر گوشہ دویدن گیرد

۳۵- چشمِ شوخ ہمہ رم شوخ مرا موسم خط — چو غزالے ست کہ در سبزہ چریدن گیرد

۳۶- غمِ ہجراں عذابِ دل، بلائے جسم و جاں باشد — فراقِ دوستاں یارب نصیبِ دشمناں باشد

۳۷- چہ از نامہربانیہاش نالم، گویدم طنزاً — چہ حظ از ذوقِ عشق آں را کہ یارش مہرباں باشد

۳۸- دلِ نادیدہ لطفم خواہد از وے لطف، لطف است ایں — چناں لطفِ نہانی گر من دا و ہم نہاں باشد

۳۹- بود آنکہ خدا ناکردہ با اغیار آمیزش — ولے ہم بندہ معذورم کہ عاشق بدگماں باشد

۴۰- جوابِ داغہائے سینۂ ما راچہ خواہی گفت | پس از روزے دو، چوں گلزار خوبی راخزاں باشد

۴۱- خوش است اخفائے عشق اما محالست ایں کہ کس حسرتؔ | بود پیوستہ درکارے وانکارش ازاں باشد

۴۲- رفتی وایں دل صدپارہ بخوں می غلطد | درنظر حسرتِ نظارہ بخوں می غلطد

۴۳- عاشقِ دل شدہ را رنگ از آسائش نیست | ہر کجا دیدہ ام افگار بخوں می غلطد

۴۴- آں جواں دست بدوشِ دگراں می آید | جانبِ من نگراں، خندہ زناں می آید

۴۵- دوچارم در رہِ مکتب چو شد آں حیلہ جو طفلم | بمن گفتا، برو از پیشِ من استاد می آید

۴۶- نہ کند صبر دلِ او دل چو گرفتار شود | طفل دارد نہ خورد زدو، چو بیمار شود

۴۷- حسرتؔ از عشقِ بتاں رد زہے ایں بود کہ تو | دل بہر کس کہ دہد دشمنِ جاں تو شود

۴۸- عاشق از تن بجفائے تو بہ ناچاری داد | ایں قدر ہم نتواں داد دل آزاری داد

۴۹- عضو عضوم چوں صنوبر ہمہ دل بودے کاش | کہ بیک دل نتواں داد گرفتاری داد

۵۰- تا بخوابش من دیوانہ نہ بینم حسرتؔ | آں پری چشم مرا شیوۂ بیداری داد

۵۱- دمیکہ آں مہ بے مہر، مہرباں باشد | دلم بخویش رقیبانہ بدگماں باشد

۵۲- کجا روم کہ در آئینِ فتنہ انگیزی | زمینِ کوئے بتاں رشکِ آسماں باشد

۵۳ شریکِ غالبِ رسوائیم تو خواہی بود | دراں بگوش کہ راز دو سونہاں باشد

۵۴- چو اُفتنش ز قفا خوں نصیب اغیار است | چرا کسے زپئے رزق دیگراں باشد

۵۵- بکام دشمنم از عشق پاک، ورنہ شوی | کہ خواہشت ہمہ دم کام دشمناں باشد

۵۶- خوشم بشیوۂ بیداد او در آخر سن | کہ چند روز دگر ایں بسر ہماں باشد

۵۷- ستم ظریفیِ نازش بخوں نشاند مرا | خوش آں کسے کہ نگارش خوش امتحاں باشد

۵۸- با دلِ بے صبر و طاقت امتحانم می کند | طور او البتہ رسوائے جہانم می کند

۵۹- حلقۂ دامے کہ یارب چشم در راہِ منست | خار خار دل بروں از آشیانم می کند

۶۰- یک قدم ناکردہ طے راہِ دیارِ او ہنوز | رشکِ قاصد قصدِ جانِ ناتوانم می کند

۶۱- میدادیش چو خوئے جفا جوئی اے فلک — بے صبری ایں ہمہ بمن آموختن چہ بود

۶۲- حسرت بساز باستمِ یار تند خو — پروانہ را ز شمع بجز سوختن چہ بود

۶۳- باخیالِ گل چناں شادم کہ مرغِ گلستاں — رشک بر ذوقِ گرفتاریٔ دامِ من برد

۶۴- روا دارد خدا ایں ظلم اے صیاد کافر دل — کہ گل در بوستاں بشگفتہ، بلبل در قفس باشد

۶۵- از نقابِ شرم رخ بکشودہ آتش زد بخلق — داغِ آں روزم کہ دامن بر زمیں خواہد کشید

۶۶- تو کافر گر بہ ایں حسنِ خدائی رو بدیر آری — عجب گر برہمن بت بشکند زنار بکشاید

۶۷- رموزِ عشقِ تو جز من کسے نمی داند — چہ حاجت است بگفتن کسے نمی داند

۶۸- کشودۂ درِ خواری بروئے خلق ہنوز — بغیرِ دل بتو بستن کسے نمی داند

۶۹- شرمت اے شرم کسے باد روا بود ایں ظلم — عاشق از یار بایں شوق جدا بنشیند

۷۰- کشاید تا دلم اے کاش برمن ہمتے بندید — کہ شب دستِ فلاں بندِ قبائے ناز بکشاید

۷۱- زما چو بار دگر گشت ما دیارِ دگر — دریں دیار اگر نیست در دیارِ دگر

۷۲- تمام عمر تو حسرت بہ بت پرستی رفت — چہ کافری کہ نمی آید از تو کارِ دگر

۷۳- ناصحِ مشفقِ من، پندِ تو چوں گوش کنم — یاد آمد رُخِ او جملہ فراموش کنم

۷۴- اے خوش آں دم کہ چو گویم بتو حرفِ لرزاں — تند سویم بغضب بینی و خاموش کنم

۷۵- من کجا و ہوسِ بوس و کنارش حسرت — در رُخِ او مگر از دُور بحسرت بینم

۷۶- گر شبے روز توانم بتو خود کام کنم — بادہ در ساغر و خوں در دلِ ایام کنم

۷۷- چشم پوشیدہ چو از من بہ تغافل گزرد — بہرِ تسکینِ دلِ خود نگہش نام کنم

۷۸- ناصحا صبرِ دلِ من زخدا خواہ کہ من — نتوانم کہ فغاں با دلِ محزوں بکنم

۷۹- چناں خوارت کند عشق گلے یارب کہ یاد آری — کہ من ہرگز نہ با خوش ولے یک روز خندیدم

۸۰- چرا در خوں نغلطم خاک بر فرقِ وفاداری — کہ با ایں جستجو پائے سگِ کویت نبوسیدم

۸۱- گر تو نتوانی بداد مارسی، بیداد کن | اے بقربانت، بہر تقدیر ما را یاد، کن

۸۲- خوش آں عشاکہ چوں درخاک خوں غلطیدہ ام بیند | بخود گوید کہ مسکین چنیں درخوں تپید از من

۸۳- بداغ نامرادی تا دلم را بیشتر سوزد | درآمد گرم و حرف خواہش دل واکشید از من

۸۴- نشد دل سوزئ عاشق، کند آتش عتاب من | نبود اے وائے ہرگز ذرہ پرور آفتاب من

۸۵- چو بدمستاں کہ در ساغر کشی باہم گرہ بزنند | خراب دل شدم چنداں کہ دل ہم شد خراب من

۸۶- دوستی بیں کہ موافق شدہ با دشمن من | یار سنگیں دل، وبے مہر و وفا دشمن من

۸۷- زنخے اے دوست کہ در عشق تو حالے دارم | کہ مرا یار تو خواہد بدعا دشمن من

۸۸- حسرت اکنوں چہ کنم بر چہ نہم دل من زار | دل جدا، دیدہ جدا، عشق جدا دشمن من

۸۹- کے دو چار من شوی تا گویمت | آں توئی ظالم کہ ایں ہا کردۂ

۹۰- شکستی عہد را خود نام من پیماں شکن کردی | زبیگانگی گناہ خویش را نسبت بمن کردی

۹۱- اے بے خبر از یار وفادار کجائی | باز آ و ببیں حال دل زار کجائی

۹۲- اے آنکہ زنی طعنہ برسوائی عاشق | بیدرد برو محرم اسرار کجائی

۹۳- شوراب سرشکم نمک زخم جدائیست | اے مرہم ریش دل افگار کجائی

۹۴- گرفتم ایں کہ بجرم وفا مرا بکشی | اسیر شست جہانے کرا کرا بکشی

۹۵- کجا رفت آں کہ تسکین دل بیتاب میکردی | بزم وصل خود گاہے بلطفم یاد می کردی

۹۶- کجا می رفت بے تابانہ از طعن کساں فارغ | چو می دیدی مرا غافل برہ فریاد می کردی

۹۷- زکاۃ لطف بسیارے کہ باہر ناکساں کردی | چہ می شد گر بہ باہم اندکے بیداد می کردی

۹۸- پشیمانی تو از خود کردہ با من اے دل دشمن | تو ترک دوست با ایں صبر بے بنیاد می کردی

۹۹- در طوف درش چہ گفتہ آید لبیک | کا ینجا، نہ سلام رسم باشد نہ علیک

۱۰۰- ایں حضرت عشق است نگہدار ادب | ایں ارض مقدس است فاخلع نعلیک

اسپین میں امام ابن حزمؒ کی نو سو سالہ یادگار تقریب

از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، اڈیٹر "البلاغ" بمبئی

آٹھ دس سال کی بات ہے کہ بمبئی کے ایک تاجرِ کتب کے یہاں "الکلیات" کے نام سے طب کی ایک کتاب دیکھنے میں آئی تھی جو اندلس کے ایک مشہور مسلمان فلسفی وطبیب کی تصنیف تھی، اس وقت مصنف کا نام یاد نہیں آرہا ہے۔ اسے اندلس کی سرکاری جمعیۃ الادب العربی نے بڑے اہتمام سے آرٹ پیپر پر قلمی نسخہ کا فوٹو لے کر شائع کیا تھا، تقریباً چار سو صفحات کی تھی، سرِ ورق پر لکھا تھا کہ یہ کتاب حکومت اسپین کے صدر جنرل فرانکو کی زیرِ سرپرستی قائم شدہ جمعیت کی طرف سے شائع کی جارہی ہے، اسی وقت یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ وطنیت اور قومیت ہی کے نام سے سہی حکومتِ اسپین نے اسلامی علوم وفنون کی طرف کچھ توجہ تو کی، شاید آگے چل کر اس کے نتائج اچھے نکلیں۔

اس کے بعد تقریباً تین سال ہوئے بمبئی کے مدرسہ عربیہ کوتنیہ میں ایک دن مغرب بعد ایک اندلسی نوجوان مسلمان زید نامی سے ملاقات ہوئی۔ جو غالباً ہانگ کانگ سے واپس ہوتا ہوا ایک آدھ دن کے لئے بمبئی میں ٹھہر گیا تھا۔ یہ نوجوان اسپینی اور انگریزی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتا تھا، ہم نے اپنے ایک مصری گریجویٹ دوست کے ذریعہ اس سے بات کی، اس نے بتایا کہ اسپین میں الجزائر اور مراکش کے کئی ہزار مسلمان مزدور اور عمال کی حیثیت سے مقیم ہیں، اور معمولی کام کرتے ہیں، وہاں پر ان مسلمانوں کی نہ کوئی تنظیم ہے نہ کوئی مسجد و مکتب ہے اور نہ ہی ان کا کوئی ترجمان اخبار یا رسالہ ہے۔ اسپین کے عیسائی باشندے اپنے عقیدے میں بہت ہی سخت ہیں، حتیٰ کہ عیسائیوں کے دوسرے فرقوں کو بھی برداشت نہیں کرتے، اور نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کی مذہبی رواداری اور رعایت برتتے ہیں۔ جنرل فرانکو صدر مملکت کی خصوصی فوج میں بہت سے مسلمان شامل ہیں بلکہ ان کا افسرِ اعلیٰ ایک مسلمان فوجی ہے۔